ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اصولِ حدیث پر برصغیر کے ادبی اثرات کا تجزیہ

"Exploring the Literary Impact of Hadith Principles in the Indian Subcontinent"

☆محترمہ عائشہ سعید
ایم فل۔(اسلامک اسٹڈیز)،یونیورسٹی آف سیالکوٹ، پاکستان
☆☆ایس ایم نعمان عزیز خان
لیکچرر، شعبہ اسلامیات، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، H-9، اسلام آباد، پاکستان
☆☆☆☆قرہ العین
ایم فل اسلامک سٹڈیز یونیورسٹی آف سیالکوٹ پاکستان

Abstract
The scholars of Indian subcontinent are very talented, with their academic efforts, the awareness of the principles of Hadith is increasing day by day in the society. And the disregard for the knowledge of Hadith has ended. The efforts made by scholars of the present day are equal to the researchers of Arabs. The efforts of the scholars of the subcontinent are very clear. Apart from the people of knowledge, its effects are also significant at the public level. various scholars have dedicated their lives to the propagation of Hadith. Modern educated companions are also not behind anyone in this honor. In today's developed world, Internet is gradually replacing the library. The scholars are guarding their religious responsibilities on this field. The proof of their efforts is the computer programmer, which has been compiled in Pakistan, which we used to call as Maktabah Shamila of Urdu language. Scholarly initiatives such as teaching the principles of Hadith in Urdu, in an authentic manner apart from explaining the scholarly endeavors of Muhadditheen also reveal the strongest knowledge of Hadith. Their efforts will be successful only when the objections of the hadith deniers will be reduced to sand.

اصول حدیث کا تعارف:

اصول حدیث سے مراد محدثین کرامؒ کے پیش کردہ وہ قواعد وضوابط ہیں جن کے ذریعے راویانِ حدیث کی تحقیق کی جاتی ہے اور راویوں کی عدالت وثقاہت، اتصال سند، طبقات سند میں راویوں کی تعداد وغیرہ کو پرکھا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ متن حدیث کا شرع کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔اصول حدیث کی بنیاد قرآن کے حسب ذیل کلیہ میں موجود ہے:۔

﴿یایها الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا﴾[1]

اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (غیر ذمہ دار) آدمی کوئی اہم خبر لائے تو اسکی خوب تحقیق کر لیا کرو۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:

علم درایت حدیث کو علم اصول حدیث بھی کہا جاتا ہے۔[2]

اگرچہ بظاہر اس علم کو اسناد کے مباحث تک محدود سمجھا گیا ہے لیکن متن کے مسائل بھی اس سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:۔

فن اصول حدیث کی تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ صرف اسناد کے مباحث تک محدود نہیں بلکہ متن سے متعلق مسائل بھی اس میں شامل ہیں۔[3]

مولانا عبید اللہ الاسعدی نے اصول حدیث کے درج ذیل اہم مباحث بیان کیے ہیں:۔

1. حدیث کی نقل کی صورت و کیفیت یعنی یہ کس کا قول و فعل ہے۔
2. حدیث کی نقل کی شرائط اور یہ کہ ان کے حصول کی کیا صورت رہی ہے۔

---

[1] الحجرات:6/49

[2] صبحی صالح،ڈاکٹر، مترجم محمد رفیق چودھری، **علوم الحدیث**، اسلامی اکادمی لاہور، ۱۹۸۹، ص ۱۲۷

[3] ایضاً، نفس المرجع

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

3. سند و متن کے مختلف حالات کے اعتبار سے حدیث کی اقسام۔
4. حدیث کی تمام اقسام کے احکام۔
5. راویان حدیث کے احوال کہ وہ لائق اعتبار ہیں یا نہیں۔
6. راویان حدیث کے حق میں معتبر شرائط۔
7. حدیث کی مصنفات۔
8. حدیث کی اصطلاحات۔[4]

اصول حدیث کی نادر تصانیف:

اصول حدیث کی نادر تصانیف درج ذیل ہیں:۔

- مقدمة صحيح مسلم :امام مسلم بن حجاج القشیریؒ،م ۲۶۱ھ۔
- معرفة اصول الحديث:امام احمد بن ہارون بر دیجیؒ،م ۳۱۰ھ۔
- المحدث الفاصل بين الراوی والواعی:امام حسن بن عبد الرحمن رامہر مزی،م ۳۶۰ھ۔
- المدخل الى اصولِ معرفة الاكليل:امام حاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری،م ۴۰۵ھ۔
- علوم الحديث المعروف مقدمة ابن الصلاح:امام عثمان بن عبد الرحمن صلاح الدین،م ۶۴۳ھ۔
- الكفايه في علم الروايۃ ، الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع:ابو بکر احمد بن علی معروف بہ خطیب بغدادی،م ۴۶۳ھ۔
- نخبة الفكر في مصطلح اهل الاثر، و نزهة النظر:امام احمد بن علی ابن حجر عسقلانی،م ۸۵۲ھ۔

عصر حاضر میں اصول حدیث پر اہم کتب میں

- قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث:علامہ جمال الدین قاسمی،م ۱۳۳۲ھ۔
- علوم الحديث و مصطلحه:ڈاکٹر صبحی الصالح۔
- اصول الحديث علوم و مصطلحه:ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب۔
- تيسير المصطلح الحديث:ڈاکٹر محمود طحان شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی لکھتے ہیں:۔

"اصول حدیث میں حدیث کے تاریخی پس منظر و پیش منظر کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اخذِ حدیث، روایتِ حدیث، محدثینِ کرام اور ان کی جہود، ان کی عدالت وضبط کا پیمانہ، تاریخِ حدیث، کتبِ احادیث، متعلقاتِ حدیث، احادیث پر مسلم یا غیر مسلم معترضین کے اشکالات کا جواب، حدیث نبوی کے مطالعہ سے جو نئے نئے علوم جیسے فقہ الحدیث، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئیوں کا جائزہ، حدیث کا جدید سائنس کے تناظر میں مطالعہ یا اس قسم کے عنوانات جن کے ذریعے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو دورِ حاضر کے تناظر میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہو"[5]

---

[4] اسعدی، مولانا محمد عبید اللہ، **علوم الحدیث**، ادارۃ المعارف، کراچی، ۲۰۰۸، ص ۳۹

[5] خاکوانی، ڈاکٹر باقر خان، **علوم الحدیث**، ادبیات، لاہور، ۲۰۱۱، ص ۲۳۳

علم اصول حدیث کی بدولت جو علوم وجود میں آئے اور ترقی کی بلند منازل پر پہنچے ان میں:۔

علم الجرح و التعدیل، علم اسماء الرجال، علم مختلف الحدیث و مشکلہ، علم ناسخ و منسوخ، علم غریب الحدیث، علم اسباب ورود الحدیث، علم تخریج الحدیث، علم الاعتبار، علم التوفیق بین الاحادیث، علم المختلف المو تلف، علم اطراف الحدیث شامل ہیں۔

- امام حاکم کی کتاب میں ان علوم کی تعداد 52 بیان ہوئی ہے۔[6]
- تدریب الراوی میں ان کی تعداد ۱۰۰ کے قریب بیان ہوئی ہے۔[7]

ضرورت واہمیت:

علم اصول حدیث اپنی افادیت کے لحاظ سے نافع ترین علم ہے، جس کا مقصد ہی قبول وعدم قبول کے لحاظ سے حدیث کا مطالعہ کرنا ہے۔اس علم سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سی حدیث قابل استفادہ ہے اور کون سی حدیث قبولیت کے معیار سے فروتر ہے۔فتنہ وضع حدیث سے لے کر عصر حاضر کے فتنہ انکار حدیث تک اس علم نے علم حدیث کی حفاظت کی اور علم حدیث کو اس اوج کمال تک پہنچایا کہ آج بھی تحقیق و تنقید کے تمام اصولوں کو استعمال کرنے کے بعد کوئی عنادی معترض ہی حدیث کی حجیت کا انکار کر سکتا ہے۔شریعت میں حدیث وسنت کی اہمیت کے پیش نظر اصول حدیث کا علم بھی اپنے آغاز سے لے کر آج تک مسلمانوں کے بنیادی علوم میں شامل رہا ہے۔مسلمان دنیا کے جس خطے میں بھی گئے اپنے علوم وفنون ساتھ لے کر گئے۔چنانچہ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے یہاں بھی ان علوم کی اشاعت کی اور پاکستان کے مسلمانوں نے بھی مقدور بھر ان علوم میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔چنانچہ تحریر و تقریر، درس وتدریس اور تصنیف و تالیف ہر لحاظ سے علم اصول حدیث کی خدمت کی۔

اصول حدیث پاکستان میں مسلمانوں کے دینی نصاب کا نمایاں حصہ ہے۔متون حدیث کے ساتھ ساتھ اصول حدیث کی کتب بھی نصاب میں شامل ہیں۔درس نظامی کے ساتھ ساتھ سرکاری جامعات میں بھی اصول حدیث کا مضمون اسلامیات کے نصاب کا حصہ ہے۔تاہم اس سلسلے میں جس اہم چیز کا یہاں تذکرہ کرنا مقصود ہے، وہ اصول حدیث کے بارے میں پاکستان میں تصنیفی و تالیفی کاوشوں کے جائزے پر مشتمل ہے۔چونکہ اس فن پر مشتمل وسیع مواد کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں،لہذا برصغیر میں علم اصول حدیث مرتب شدہ علمی مواد کا اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

دین میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ سلم کی اہمیت واضح ہے۔قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا واضح حکم ہے اور اس سے منہ پھیرنے والے کے لئے وعید بھی سنائی گئی ہے۔اس سلسلے میں چند آیات درج ذیل ہیں۔

﴿و اطیعواللہ والرسول لعلکم ترحمون﴾[8]

"اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی، تاکہ تم پر رحم کیا جائے"

﴿یا ایھا الذین امنواطیعواللہ واطیعو الرسول﴾[9]

"اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی"

﴿لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة﴾[10]

"بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے"

---

[6] امام حاکم، محمد بن عبد اللہ النیشاپوری، تحقیق، احمد بن فارس، **معرفۃ علوم الحدیث**، دار ابن حزم بیروت ۲۰۰۳، ص ۳۴-۷

[7] امام سیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر، جلال الدین، تحقیق: طارق بن عواض، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی**، فہرست، دار العاصمۃ، ریاض، ۲۰۰۳

[8] آل عمران: 3/132

[9] النساء: 4/59

[10] الاحزاب: 33/21

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

صحابہ کرام نے نہ صرف اطاعت رسول صلی اللہ علیہ سلم کا حق ادا کیا بلکہ اپنے بعد آنے والوں کو لئے بھی اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیلات پہنچائیں۔ رسول صلی اللہ علیہ سلم کی اطاعت، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ سلم کی پیروی کے بغیر ناممکن ہے۔ چنانچہ احادیث کی جمع و تدوین میں جو سرگرمی دکھائی گئی ہے اقوام عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے رطب و یابس کو جمع نہیں کیا بلکہ علمی و عملی اصول اپنائے جو آج بھی مسلمانوں کی علمی دیانت داری کے گواہ ہیں۔ مسلمانوں نے حدیث کو مدون کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف احادیث میں امتیاز رکھتے ہوئے صحت واتصال کے ساتھ آنے والی نسلوں کو منتقل کیا۔ جس کے نتیجے میں یہ ذخیرہ احادیث شکوک وشبہات سے اس قدر محفوظ ہے کہ اہل علم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ حفاظت اور صیانت کے لئے اس سے بڑھ کر کچھ کرنا انسان کے بس میں نہیں۔ ابتداء یہ احتیاطی تدابیر تھیں جو بعد میں علمی اصولوں کی صورت اختیار کر گئیں۔ ذیل میں ان اصولوں کا تاریخی اعتبار سے اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم کی ذات سے بے حد محبت تھی اور وہ معمولات اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے اولین مظہر تھے۔ انہوں نے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخذ اور قبول کرنے میں خصوصی احتیاط کی۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہوئے امام ذہبی لکھتے ہیں:۔

كان اول من احتاط في قبول الاخبار[11]

"وہ اولین شخص تھے جنہوں نے احادیث کے قبول کرنے میں احتیاط کی"

عن قبيصة بن ذويب انه قال: جاءت الجده الى ابى بكر الصديق تسئله ميراثها، فقال لها ابو بكر: ما لك في كتاب الله شيء وما علمت لك في سنة رسول الله عل الله ﷺ شياء، فرجعی حتى اسال الناس . فسال الناس، فقال المغيره بن شعبه: حضرت رسول الله ﷺ اعطاها السدس . فقال ابوبكر هل معك غيرك؟ فقام محمد بن مسلمه الانصارى فقال مثل ما قال المغيره[12]

"قبیصہ بن ذویب کی روایت ہے کہ ایک دادی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں میراث میں اپنا حصہ مانگنے آئی مگر آپ نے اس سے کہا کہ قرآن میں تیرا حصہ نہیں۔ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرا حصہ مجھے معلوم نہیں۔ تو واپس چلی جا۔ میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ پس انہوں نے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا میرے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دیا۔ تو حضرت ابو بکر نے فرمایا کیا تمھارے ساتھ کوئی اور بھی (گواہ) ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی بات کہی جو مغیرہ نے بیان کی تھی۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے تحقیق حدیث کے لئے اصول شہادت کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی اس قائم کردہ بنیاد پر علم اصول حدیث کے علمی قواعد قائم ہوئے۔ مولانا محمد فہیم عثمانی لکھتے ہیں:۔

"احادیث کی چھان بین تحقیق و تلاش، تنقید و تمحیص کے متعلق جتنے بھی علوم وجود میں آئے، ان سب کا منبع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری کردہ اس چشمے سے پھوٹا نظر آتا ہے۔"[13]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ خبر واحد کی قبولیت میں بہت زیادہ احتیاط فرماتے تھے۔ اس بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں:۔

هوالذى سن للمحدثين الثبت فى النقل وربما يتوقف في خبر الواحد اذا ارتاب[14]

"انہوں (حضرت عمرؓ) نے محدثین کے لئے روایت میں ثبت کا طریقہ جاری کیا۔ جب انہیں تردد ہوتا تو وہ خبر واحد کو قبول کرنے توقف کرتے "

---

[11] امام ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین، **تذکرۃ الحفاظ**، دائرہ المعارف العثمانیۃ، دکن، ہند، ۱۹۵۵، ج ۱، ص ۲

[12] امام مالک، مالک بن انس، تحقیق الدکتور بشار عواد، موطا امام مالک، کتاب الفرائض، باب میراث الجدۃ، دار الغرب الاسلامی بیروت، ۱۹۹۷، ج ۲، ص ۱۴

[13] مولانا عثمانی، فہیم، **حفاظت وحجیت حدیث**، دار الکتب، لاہور، ۱۹۷۹، ص ۱۲۳۸

[14] امام ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین، **تذکرۃ الحفاظ**، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، دکن، ہند، ۱۹۵۵، ج ۱، ص ۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ان ابا الموسى الاشعرى جاء يستاذن على عمر بن الخطاب ، فستاذن ثلاثاثم رجع۔ فارسل عمر بن الخطاب فى اثره، فقال مالك لم تدخل؟ فقال ابو موسى: سمعت رسول الله ﷺ يقول الاستئذان ثلاث، فان اذن لكم فادخل والافارجع. فقال عمر: ومن يعلم هذا؟ لئن لم تاتنى بمن يعلم ذالك لا فعلن بك كذا وكذا [15]

مذکورہ بالا حدیث استیذان میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کا طرز عمل اور آپ کی تحقیق اور گواہی طلب کرنا امام ذہبی کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا طرز عمل یہ تھا کہ آپ حدیث بیان کرنے والے سے قسم کا مطالبہ کرتے تھے۔

امام ذہبی کے الفاظ ہیں:۔

انه يستحلف من يحدثه بالحديث[16]

مولانا سعید اکبر آبادی ان روایات سے بطور نتیجہ اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

" صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین روایت و قبول حدیث میں حد درجہ محتاط تھے اور انہوں نے قبول حدیث کے لئے ایک خاص معیار قائم کر لیا تھا۔ جو حدیث اس معیار پر پورا اترتی اس کو بے تکلف قبول کرتے اور عمل پیرا ہوتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی اس احتیاطی روش کے نتیجے میں صحیح اور غیر صحیح احادیث میں ایک امتیازی خط کھنچ گیا۔" [17]

آنے والے ادوار میں اہل علم نے اخذ حدیث کے لئے ایک کلیہ بنا دیا جس کے الفاظ یہ تھے:۔

ان هذا العلم دين ، فانظروعمن تاخذون دينكم [18]

یہ علم (حدیث) تو دین ہے۔ پس دیکھ لو کہ کن سے تم اپنا دین حاصل کرتے ہو۔

یہ کلیہ اہل علم کے لئے ایک معیار قرار پایا۔ اور وہ اس معیار پر پورا اترنے والوں سے حدیث اخذ کرتے تھے۔ اور بعد ازاں اس کے متن کی تحقیق کرتے تھے۔

اسناد کے حوالے سے امام عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ:

" ان الاسناد من الدين، ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء".[19]

"اسناد دین میں داخل ہے اور اگر اسنادنہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا)"

سند کے آغاز اور تفتیش کے بارے میں امام مسلمؒ، امام محمد بن سیرینؒ کے الفاظ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"لم يكونوا يسالون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سمولنا رجالكم فينظر الى اهل السنة فيوخذ حديثهم وينظر الى اهل البدعة فلا يؤخذ حديثهم [20]

محدثین اسناد کی بابت نہیں پوچھا کرتے تھے۔ جب فتنہ برپا ہوا تو کہا جانے لگا، کہ اپنے راویوں کے نام بتاؤ۔ تاکہ دیکھا جائے جو اہل سنت ہیں، ان کی حدیث لی جائیں اور جو اہل بدعت ہیں، ان سے احادیث نہ لی جائیں۔

---

[15] امام مالک، مالک بن انس، تحقیق الدکتور بشار عواد، **مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب الاستیذان**، دار الغرب الاسلامی بیروت، ۱۹۹۷، ج ۲، ص ۵۵۳

[16] امام ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین، **تذکرۃ الحفاظ**، دائرہ المعارف العثمانیہ، دکن، ہند، ۱۹۵۵، ج ۱، ص ۱۰

[17] مولانا اکبر آبادی، سعید احمد، **فہم قرآن**، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۲، ص ۱۹

[18] امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم، مقدمہ، باب بیان الاسناد من الدین**، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

[19] مقدمہ صحیح مسلم، رقم الحدیث:32

[20] امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم، مقدمہ، باب بیان الاسناد من الدین**، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

محدثین کا یا اہتمام اصول حدیث کا سب سے بنیادی اصول قرار دیا گیا۔ بقول مولانا شبلی نعمانی:۔

"اس (اتصال سند) کے ساتھ ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے، کون تھے؟ کیسے تھے؟ کیا مشاغل تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بین؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان جزوی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اس کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر گئے، راویوں سے ملے، ان سے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ جو لوگ ان کے زمانہ میں موجود نہ تھے، ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کیے۔"[21]

محدثین کی اس جانفشانی کا اقرار مخالفین اسلام بھی کیا ہے۔ مشہور مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر کے حوالے سے مولانا شبلی کہتے ہیں:۔

نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو۔ جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔[22] اصول حدیث سے مراد محدثین کرامؒ کے پیش کردہ وہ قواعد وضوابط ہیں جن کے ذریعے راویانِ حدیث کی تحقیق کی جاتی ہے اور راویوں کی عدالت وثقاہت، اتصال سند، طبقات سند میں راویوں کی تعداد وغیرہ کو پرکھا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ متن حدیث کا شرع کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

اصول حدیث کی بنیاد قرآن کے حسب ذیل کلیہ میں موجود ہے:۔

﴿یایها الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا﴾[23]

اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (غیر ذمہ دار) آدمی کوئی اہم خبر لائے تو اسکی خوب تحقیق کر لیا کرو۔

اصولِ حدیث پر برصغیر کے ادب کے اثرات:

برِصغیر میں اسلام کی اشاعت دو راستوں سے ہوئی۔ اول وہ مسلم فاتحین جو بحر ہند کے سواحل اور بلوچستان کے راستے داخل ہوئے۔ جن میں ممتاز محققین کی آراء کے مطابق صحابہ کرام تک شامل تھے۔ اور اس جماعت قدسی کا طرہ امتیاز وہ جذبہ عشق واطاعت رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تھا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ یقیناً یہ جماعت اپنے ساتھ حدیث کا نور بھی لائی ہو گی۔ مولانا اثری لکھتے ہیں کہ: "اس قدسی جماعت کے کم از کم پچیس افراد کے تذکرے کتب میں ملتے ہیں"[24] جبکہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں فوجوں میں دیدار نبوی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مشرف ہستیوں کی کچھ تعداد یقیناً شامل ہو گی۔ اس لحاظ سے ہندوستان بھی ان خوش قسمت ملکوں میں شامل ہے جن کی خاک صحبت یافتگان نبوی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے لگ کر ہماری آنکھوں کا کحل الجواہر بن چکی ہے۔"[25]

۹۳ھ میں جب مسلمانوں نے سندھ فتح کیا تو علم حدیث بھی ان کے ہمراہ اس سرزمین میں داخل ہوا اور یہاں کے اہل علم اس سے متنفع ہوئے۔ تاریخ میں بعض نام جیسے ربیع بن صبیح السعدی البصری، اسرائیل بن موسیٰ، ابو معشر نجیح سندھی اور رجاء سندھی جیسے محدثین کے نام موجود ہیں جن کا تعلق اس سرزمین سے تھا۔ اس کے علاوہ رجال کی کتب میں سندھی، دیبلی، منصوری، لاہور، ہندی جیسے لاحقے بھی خطہ برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کا تعارف پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ برِصغیر میں اشاعتِ اسلام کا دوسرا اہم راستہ درہ خیبر تھا جہاں سے مسلم فاتحین اس ملک میں وارد ہوئے۔ خود ان فاتحین کے آبائی علاقوں میں مختلف اسباب کی بناء پر علم حدیث چلن محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس لئے ان مسلم فاتحین کے زیرِ اثر علاقوں میں علم حدیث کی بجائے علم فقہ کے اثرات زیادہ وسیع نظر آتے ہیں۔ اسی صورتحال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

---

[21] مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، **سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم**، آرزیڈ پبلیکیز، لاہور، ۱۴۰۸ھ، ج۱، ص۳۹۔

[22] ایضاً، نفس المرجع

[23] الحجرات: 6/49

[24] اثری، ارشاد الحق، مولانا، **پاک وہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث**، ادارۃ العلوم الاثریہ، فیصل آباد، 2001، ص۹

[25] ندوی، سید سلیمان، **ہندوستان میں علم حدیث**، مضمون در مجلّہ معارف، ندوۃ المصنفین لکھنؤ، اکتوبر 1928ء، ص 253

"ہندوستان میں درہ خیبر کے راستے جو علماء وارد ہوئے وہ اپنے ساتھ علم دین یہاں لائے۔ وہ صرف فقہ و دانائی کی کتابوں کا پشتارہ تھا کہ اس پر حکومت کے نظام کا مدار تھا۔ اور وہ ملک کا قانون اور سلاطین کے تقرب کا ذریعہ تھا۔ چنانچہ شروع عہد سے اخیر عہدِ تیموری تک ہندوستان میں فتاویٰ اور قانون کے مختلف مجموعے تیار ہوئے۔"[26]

علم حدیث سے بے اعتنائی کے ماحول کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"سلطان غیاث الدین تغلق کے دور میں مسئلہ سماع کی تحقیق کیلئے علماء کی مجلس منعقد ہوئی۔ ایک فریق شیخ نظام الدین اولیاء تھے اور دوسری طرف دیگر علماء۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا تو علماء بڑی جرات اور بے باکی سے کہتے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم مجھی جاتی ہے۔"[27]

اسی طرح کا ایک واقعہ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ عہدِ اکبری میں قاضی وقت نے ایک شاتم رسول ﷺ کو سزائے موت سنائی تو دربار اکبری میں سوال اُٹھ کھڑا ہوا کہ:

"مذہب حنفی میں شاتم رسول ﷺ کی سزا موت نہیں ہے اس لئے یہ اقدام اس مذہب کے بھی خلاف ہے جس کا اس ملک میں چلن ہے۔"[28]

ایسے حالات میں جب علم حدیث سے اغماض برتا جا رہا تھا تو اصول حدیث کا ذکر ہی کیا اس بات کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ نامور اہل علم کے ہاں بھی ایسی عبادات کا تصور موجود تھا جو آج معمولی درجے کے اہل علم کے نزدیک بھی بدعات میں شامل ہیں۔ تاہم دسویں صدی ہجری برصغیر میں علم حدیث کے احیاء کی نوید ثابت ہوئی۔ مولانا راج بن داؤد نے حافظ سخاوی سے علم حدیث کی سندلی اور علم حدیث کی شمع از سرِ نو روشن کی۔ اس کے بعد یہاں کے نمایاں ترین اہل علم اس سلسلۃ الذھب کی کڑی بنتے چلے گئے۔ ان میں شیخ علی متقیؒ، شیخ عبدالوہاب متقیؒ، محمد طاہر پٹنیؒ، مجمع بحار الانوارؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، شیخ نورالحق نمایاں ترین ہیں۔ ان رجال کار میں شیخ عبدالحق دہلوی اور ان کے تلامذہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالقادر دہلویؒ، شاہ عبدالغنی دہلویؒ، شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، سید نذیر حسین محدث دہلویؒ، عبدالتواب محدث ملتانیؒ، ابوسعید شرف الدین دہلویؒ، رفیع الدین شکرانویؒ، احمد حسن دہلویؒ، عبدالعزیز صدنی فرخ آبادیؒ، شمس الحق عظیم آبادیؒ، الٰہی بخش براکڑیؒ، بدیع الزماں حیدر آبادیؒ، عبدالرحمٰن محدث مبارکپوریؒ، حافظ عبداللہ غازی پوریؒ، وحید الزماں حیدر آبادیؒ، عبدالعزیز رحیم آبادیؒ، ابوالمکارم محمد علی مؤیؒ، حافظ ابراہیم آرویؒ، ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ، ابوالقاسم سیف بنارسیؒ، عبدالوہاب صدری دہلویؒ، ابوالحسن محمد سیالکوٹیؒ، سید عبدالاول غزنویؒ، ابویحیٰ محمد شاہ جہان پوریؒ، امیر علی لکھنویؒ، احمد اللہ محدث پرتاب گڑیؒ، سید عبدالغفور رغزنویؒ، محمد سلیمان کیلانیؒ، حافظ صلاح الدین یوسف، خالد بن نور حسین گھر جاکھیؒ، محمد ادریس کیلانیؒ، عبدالشکور اثری، حافظ محمد ادریس سلفی، عبداللہ ناصر رحمانی، عبدالرشید حنیف، عبدالغفار حسن، سید ابوبکر غزنویؒ، تاج الدین ازہری، ڈاکٹر محمد صدیق، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، فیض الرحمٰنؒ، حافظ ثناء اللہ الزاہدی، سید محب اللہ شاہ راشدیؒ، عبیداللہ عفیف، زبیر علی زئی، عبدالستار رحماد، عبدالرحمٰن کیلانی، ہدایت اللہ ندوی، غلام احمد حریریؒ، سید محمد اسماعیل مشہدیؒ اور ان کے زیر اثر ایک وسیع حلقہ فکر علم حدیث کیلئے وقف ہو کر رہ گیا۔[29] انہوں نے اس تنگ و تاریک ماحول میں علوم دینی کی ایسی شمع روشن کی کہ دور دور سے لوگ پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہونے لگے۔

علم حدیث کو اپنا کھویا ہوا مقام ملنے لگا۔ سنت کو رواج پر مقدم رکھنے کی سعی بھی جانے لگی۔ مولانا مناظر احسن گیلانی اس انقلاب کے اثر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شاہ صاحب کے عہد سے آج تک بحمد اللہ اس ملک میں بدعات کا زور گھٹ رہا ہے اور سنت نبوی ﷺ کا شوق پروان چڑھ رہا ہے۔ اب فقہاء کرام بلکہ حضرات صوفیاء بھی ہر عربی عبارت کے ٹکڑے کو حدیث کا درجہ نہیں دیتے۔ نہ اقوال تابعین، مرسلات اور منقطعات کو حدیث مرفوع متصل کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہے۔"[30]

---

[26] ندوی، سید سلیمان، **ہندوستان میں علم حدیث**، مضمون در مجلّہ معارف، ندوۃ المصنفین لکھنؤ، اکتوبر 1928ء، ص 254

[27] ایضاً

[28] سید ابوالحسن علی، **تاریخ دعوت و عزیمت**، مجلس نشریات اسلام، کراچی، سن ندارد، ج 4، ص 102

[29] عراقی، عبدالرشید، **برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث**، محدث روپڑی اکیڈمی، لاہور، 2007ء ص 6-14

[30] گیلانی، مناظر احسن، مولانا، **ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت**، مضمون در ماہنامہ معارف، ندوۃ المصنفین، اعظم گڑھ، دسمبر ۱۹۴۴ء، ص ۲۴۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

علم حدیث نے برصغیر میں وہ نمایاں مقام حاصل کر لیا کہ عرب محققین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

"ولولا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث في هذا العصر لقضى عليها بالزوال من امصار الشرق، فقد ضعفت في مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر حتى بلغت منتهى الضعف في اوائل القرن الرابع العشر"[31]

(اگر ہمارے برادران علماء ہند کی توجہ علوم حدیث کی جانب نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے علم حدیث اُٹھ چکا ہوتا۔ جیسا کہ دسویں صدی ہجری میں مصر، شام، عراق اور حجاز سے علوم الحدیث کا سلسلہ کمزور پڑنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی ہجری میں اسکی کمزوری انتہا کو پہنچ گئی۔)

علامہ خولی بھی اس کی شہادت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عصر حاضر میں ہمارے ہندوستانی بھائیوں نے جس قدر علوم حدیث کا اہتمام کیا ہے باقی اسلامی ممالک میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ ان میں حفاظ حدیث بھی ہیں اور اسکی درس و تدریس کا وہی طرز موجود ہے جو تیسری صدی ہجری کے اسلاف کا تھا۔ یعنی آزادی فکر، تحقیق، سند کا اہتمام اور عمدہ و قیمتی کتب کی طباعت وغیرہ۔"[32]

برصغیر پاک وہند کے علماء کی خدمات حدیث کی بابت کافی تحقیقی کام ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر محمد الحق کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی، پیش کردہ ڈھاکہ یونیورسٹی 1955ء، بعنوان "India's Contribution to Hadith Literature" میں بھی برصغیر کے محدثین کی کاوشوں کو تحقیقی انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ جب فتنہ انکار حدیث پھیلا تو اس کے رد میں علماء نے حجیت حدیث کے عنوان سے بہا علمی ذخیرہ جمع کیا۔ جس کا تفصیلی جائزہ جامعہ پنجاب میں ڈاکٹر محمد عبد اللہ کے مقالے بعنوان برصغیر میں حجیت حدیث پر مشتمل لٹریچر کا تعارف و تنقیدی جائزہ 1994ء میں پیش کیا گیا ہے۔

اصول حدیث کے حوالے سے برصغیر کے اہل علم میں دو طرح کے اثرات واضح ہیں۔ اول وہ محققین جن کی فکر درایت حدیث / داخلی نقد حدیث کی طرف مائل ہے اور دوسری فکر محض خارجی پر توجہ کرتی ہے اور داخلی کو اس کے زیر اثر شمار کرتی ہے۔ اول الذکر جماعت کی تحقیق ہے کہ محدثین نے حدیث کی بابت جو تحقیقات پیش کیں وہ انتہائی کامل ہیں لہٰذا ان تحقیقات کے بعد کسی کی ذاتی تحقیقات غیر علمی ہیں اور جو ایسی تحقیقات پیش کرے، اُس کے بارے میں انتہائی سخت فیصلے ہیں، جس کی زد میں کئی نامور علماء بھی آ چکے ہیں۔ ان علماء میں مولانا شبلی نعمانی، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا تقی امینی، مولانا سید ابو الاعلی مودودی کے نام شامل ہیں۔

علم اصول حدیث کے اثرات انتہائی واضح ہیں۔ بطور امثال ذیل کے واقعات پر اکتفا ہے: علم اصول حدیث کے فروغ کی وجہ سے نہ صرف علماء بلکہ عوام بھی احادیث کے درجہ کی بابت تحقیق کے مشتاق ہیں۔ کئی معاصر جرائد میں اس ضمن میں باقاعدہ حصہ مختص ہے جس میں قارئین مختلف احادیث کی تحقیق کا استغفار کرتے ہیں۔ اصول حدیث کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ علماء مختلف متداولہ کتب میں مذکور روایات کی تحقیق و تخریج کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ کئی ایک پی ایچ ڈی کے مقالات مختلف کتب کی تخریج پر بھی رقم کئے گئے ہیں۔ نہ صرف عام علماء بلکہ جدید تعلیم یافتہ افراد بھی اصول حدیث کے ضمن میں عملی کاوشوں میں مصروف ہیں۔ جس کی عمدہ مثال القرآن فیکٹس اینڈ سٹیٹسکس Al-Quran Facts Statistics (Pakistan) کی طرف ترتیب دیا گیا۔ وہ کمپیوٹر سافٹ ویئر ہے جو "Easy Quran Wal Hadith" کے نام سے موجود ہے۔ اس میں قرآن مجید کے متعدد تراجم، تفاسیر کے ساتھ ساتھ احادیث کی کتب ستہ اور شمائل ترمذی، جو موطا امام مالک، مشکوۃ، سنن دارمی اور مسند احمد بھی شامل ہیں۔ جس میں متن اور ترجمہ دونوں لحاظ سے تلاش کی سہولت موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف محدثین جن میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام مالک، نواب قطب الدین خان دہلوی کے سوانح اور علمی خدمات کی تفصیل موجود ہے۔ ہر روایت کے رواۃ کے اسماء و کنی بھی درج ہیں اور ان رواۃ کے اساتذہ، تلامذہ اور جن کتب میں ان کی مرویات درج ہیں سب کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ نہایت مفید اور نایاب کاوش ہے۔

---

31 محمد فواد عبد الباقی، **مفتاح کنوز السنہ**، مقدمہ، شرکۃ مساہمیہ، مصر، ۱۳۵۳ھ

32 عبد العزیز، خولی، علامہ، **مرعاۃ المفاتیح**، مقدمہ، ص ۴

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

پاکستان کے ایک صاحب علم نے آن لائن اصول حدیث کا ایک انتہائی معیاری کورس شروع کیا ہے۔ جو ان کے ادارے کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ طالبعلم وہاں پر لاگ آن ہو کر نصاب کی تکمیل کرتے ہیں۔ www.mubashirnazir.org پر ڈاکٹر محمود احمد طحان کی اصول حدیث پر مبنی کتاب تیسیر مصطلح الحدیث کو آسان اور شستہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے استفادہ کرنا انتہائی آسان ہے۔ اسی طرح جامعہ اشرفیہ لاہور کی طرف سے مرتب شدہ سافٹ وئر Jamia Ashrafia Digital Library انٹرنیٹ پر مفت موجود ہے۔ جس میں دیگر مواد کے ساتھ ساتھ حدیث اور اور اصول حدیث پر مواد موجود ہے۔ ان کاوشوں سے اس بات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حدیث کے ساتھ ساتھ اصول حدیث بھی اس معاشرے کی ریاضتوں کا حصہ ہے۔ اہل علم وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں۔

حاصلِ کلام:

بر صغیر پاک و ہند کے اہل علم انتہائی ذی استعداد ہیں۔ ان کی علمی کاوشوں کی بدولت معاشرے میں اصول حدیث کے حوالے سے آگاہی روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہے۔ مختلف اسباب کی بنا پر یہاں علم حدیث سے برتی گئی بے اعتنائی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اہل علم کی علم حدیث کی ترویج کی کاوشیں کامیاب ثابت ہو رہی ہیں۔ ماضی کی طرح حال کے جید علماء بھی عرب محققین اہل علم کے ہم پلہ ہیں۔ خدمت حدیث کے ساتھ ساتھ اس خطہ کا نام بھی روشن کر رہے ہیں۔ بر صغیر کے اہل علم کی کاوشوں کے اثرات واضح ہیں۔ علمی طبقوں کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بھی اس کے اثرات نمایاں ہیں۔ مختلف اہل علم نے اپنی زندگیاں ترویج حدیث کی خاطر وقف کی ہوئی ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ اصحاب بھی اس سعادت میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ آج کی اس ترقی یافتہ دنیا میں کتب خانے کی جگہ انٹرنیٹ لے رہا ہے۔ اہل علم اس محاذ پر بھی اپنی دینی ذمہ داری سے غافل نہیں ہیں۔ جس کا ثبوت پاکستان میں مرتب کردہ، وہ کمپیوٹر پروگرام ہے جسے ہم اردو زبان کا مکتبہ شاملہ کا نقطہ آغاز بھی کہہ سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر مستند طریق سے اصول حدیث کی اردو زبان میں تدریس جیسے علمی اقدامات جہاں محدثین کی علمی ریاضتوں کی وضاحت کرتے ہیں، وہیں اسکی بدولت علم حدیث کی مضبوط ترین بنیاد بھی سامنے آتی ہے۔ ان کاوشوں کا ثمر معاشرے میں ظاہر ہو گا جب منکرین حدیث کے بودے اعتراضات ریت کے گروندے بن کر ختم ہوں گے۔